روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 9 جون 2011ء 6 رجب 1432 ہجری 9 احسان 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 131

خدمت کرنے والی

ایک خاتون ام محجن مسجد نبویؐ کی خدمت کرتی تھیں۔ایک رات وہ فوت ہوگئیں۔صحابہ نے رسول کریم ﷺ کی تکلیف کا خیال کر کے آپ کو اطلاع نہ دی اور انہیں دفن کر دیا۔آنخضرت ﷺ نے چند دن اسے نہ دیکھا تو صحابہ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔صحابہ نے واقعہ بتایا تو آپ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لئے دعا کی۔(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کنس المسجد حدیث نمبر 438)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے مسجد کی صفائی کی بدولت اس عورت کو جنت میں دیکھا۔ (الترغیب والترھیب ۔کتاب الصلوٰۃ باب الترغیب فی تنظیف المساجد)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

انسان خداتعالیٰ کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاوے اور جس طرح پر ایک بکری کی گردن قصاب کے آگے ہوتی ہے اسی طرح پر............ کی گردن خداتعالیٰ کی اطاعت کے لئے رکھ دی جاوے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ خداتعالیٰ ہی کو وحدہٗ لاشریک سمجھے۔جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس وقت یہ توحید گم ہوگئی تھی اور یہ دیش آریہ ورت بھی بتوں سے بھرا ہوا تھا جیسا کہ پنڈت دیانند سرسوتی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ایسی حالت اور ایسے وقت میں ضرور تھا کہ آپ مبعوث ہوتے اس کا ہمرنگ یہ زمانہ بھی ہے جس میں بت پرستی کے ساتھ انسان پرستی اور دہریت بھی پھیل گئی ہے اور............ کا اصل مقصد اور روح باقی نہیں رہی۔اس کا مغز تو یہ تھا کہ خدا ہی کی محبت میں فنا ہو جانا اور اس کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھنا اور مقصد یہ ہے کہ انسان رو بخدا ہو جاوے رو بدنیا نہ رہے اور اس مقصد کے لئے............ نے اپنی تعلیم کے دو حصے کئے ہیں۔اول حقوق اللہ، دوم حقوق العباد۔حق اللہ یہ ہے کہ اس کو واجب الاطاعت سمجھے اور حقوق العباد یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کریں۔یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کی وجہ سے کسی کو دکھ دیں۔

اللہ تعالیٰ نے حقوق کے دو ہی حصے رکھے ہیں۔ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد۔اس پر بہت کچھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے............ (البقرہ:201) یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرو جس طرح پر تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔اس جگہ دو رمز ہیں۔ایک تو ذکر اللہ کو ذکر آباء سے مشابہت دی ہے اس میں یہ سر ہے کہ آباء کی محبت ذاتی اور فطرتی محبت ہوتی ہے۔دیکھو بچہ کو جب ماں مارتی ہے وہ اس وقت بھی ماں ماں ہی پکارتا ہے۔گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ انسان کو ایسی تعلیم دیتا ہے کہ وہ خداتعالیٰ سے فطری محبت کا تعلق پیدا کرے۔اس محبت کے بعد اطاعت امر اللہ کی خود بخود پیدا ہوتی ہے۔یہی وہ اصلی مقام معرفت کا ہے جہاں انسان کو پہنچنا چاہئے۔یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے فطری اور ذاتی محبت پیدا ہو جاوے۔

ایک اور مقام پر یوں فرمایا ہے۔............ (النحل:91) اس آیت میں ان تین مدارج کا ذکر کیا ہے جو انسان کو حاصل کرنے چاہئیں۔پہلا مرتبہ عدل کا ہے اور عدل یہ ہے کہ انسان کسی سے کوئی نیکی کرے بشرط معاوضہ۔اور یہ ظاہر بات ہے کہ ایسی نیکی کوئی اعلیٰ درجہ کی بات نہیں بلکہ سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ عدل کرو اور اگر اس پر ترقی کرو تو پھر وہ احسان کا درجہ ہے یعنی بلاعوض سلوک کرو۔لیکن یہ امر کہ جو بدی کرتا ہے اس سے نیکی کی جاوے، کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے دوسری پھیر دی جاوے۔یہ صحیح نہیں۔یا یہ کہو کہ عام طور پر یہ تعلیم عملدرآمد میں نہیں آسکتی............

اس لئے (۔) میں انتقامی حدود میں جو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور وہ یہ ہے کہ............ (الشوریٰ:41) آلایۃ یعنی بدی کی سزا اسی قدر بدی ہے اور جو معاف کر دے مگر ایسے محل اور مقام پر کہ وہ عفو اصلاح کا موجب ہو (۔) نے عفو خطا کی تعلیم دی، لیکن یہ نہیں کہ اس سے شر بڑھے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص554)

دو نوافل کی تحریک

۞ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں......اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔

(روزنامہ الفضل 18 جنوری 2011ء)

ضرورت اساتذہ

(کالج سیکشن ناصر ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ)

۞ ناصر ہائیر سیکنڈری سکول دار الیمن وسطی ربوہ کو کالج سیکشن میں مندرجہ ذیل مضامین کیلئے خدمت کا شوق رکھنے والے احمدی مرد اساتذہ کی ضرورت ہے۔ مذکورہ اہلیت کے حامل احمدی احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنی درخواستیں بنام ناظر صاحب تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ مصدقہ از صدر محلّہ/ امیر جماعت مع اپنی اسناد کی نقول جلد از جلد سکول میں جمع کروادیں۔

واقفین نو میں سے اگر کوئی اس معیار پر پورا اترتے ہوں تو ان کی درخواست کو ترجیحاً زیر غور لایا جائے گا۔

مضمون	تعلیمی قابلیت
انگریزی	ایم۔اے
اردو	ایم۔اے
ریاضی	ایم۔ایس۔سی
بیالوجی	ایم۔ایس۔سی
فزکس	ایم۔ایس۔سی
سوکس	ایم۔اے
ایجوکیشن	ایم۔اے
تاریخ	ایم۔اے
اسلامیات	ایم۔اے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

13 جون 2011ء

12-25 am ریئل ٹاک
1-30 am چلڈرن کارنر
2-00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جون 2011ء
3-00 am جلسہ سالانہ یوکے
4-15 am رفقاء احمد
5-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5-20 am تلاوت قرآن کریم
5-30 am درس حدیث
6-20 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
6-55 am فوڈ فار تھاٹ
7-30 am لقاء مع العرب
8-45 am خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جون 2011ء
10-00 am فیتھ میٹرز
11-00 am تلاوت قرآن کریم
11-15 am درس حدیث
12-05 pm سیرت النبی ﷺ
12-40 pm چلڈرن کلاس
1-45 pm فرنچ ملاقات
2-50 pm انڈونیشین سروس
4-00 pm تقاریر جلسہ سالانہ
4-50 pm تلاوت قرآن کریم
5-05 pm بین الاقوامی جماعتی خبریں
5-35 pm زندہ لوگ
6-10 pm بنگلہ پروگرام
7-10 pm خطبہ جمعہ فرمودہ کیم اپریل 2011ء
8-20 pm تقاریر جلسہ سالانہ
9-20 pm راہ ھدیٰ
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm عربی سروس

14 جون 2011ء

12-30 am لقاء مع العرب
1-30 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
2-05 am چلڈرن کلاس
3-10 am تقاریر جلسہ سالانہ
3-55 am خطبہ جمعہ فرمودہ کیم اپریل 2011ء
5-05 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-00 am ان سائیٹ
6-30 am لقاء مع العرب
7-30 am سیرت النبی ﷺ
8-00 am فرنچ ملاقات
9-10 am خلافت ڈے سیمینار
9-55 am جلسہ سالانہ یوکے 2010ء
11-00 am تلاوت قرآن کریم
11-15 am درس ملفوظات
11-35 am ان سائیٹ
12-20 pm یسرنا القرآن
12-55 pm چلڈرن کلاس
1-55 pm سوال وجواب
3-05 pm انڈونیشین سروس
4-10 pm سندھی سروس
5-10 pm تلاوت قرآن کریم
5-20 pm زندہ لوگ
5-50 pm ان سائیٹ
6-10 pm بنگلہ پروگرام
7-15 pm لجنہ اماء اللہ جرمنی اجتماع 2006ء
7-50 pm یسرنا القرآن
8-25 pm تاریخی حقائق
9-25 pm راہ ھدیٰ
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm Beacon of Truth (سچائی کا نور)

15 جون 2011ء

12-30 am عربی سروس
1-35 am ان سائیٹ
2-00 am چلڈرن کلاس
3-15 am لجنہ اماء اللہ جرمنی اجتماع
4-05 am ریئل ٹاک
5-10 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5-25 am تلاوت قرآن کریم
5-35 am درس ملفوظات
6-00 am یسرنا القرآن
6-35 am لقاء مع العرب
7-35 am عربی سیکھئے
8-15 am فوڈ فار تھاٹ
8-55 am سوال وجواب
10-05 am لجنہ اماء اللہ یوکے اجتماع 2006ء
11-05 am تلاوت قرآن کریم
11-25 am درس حدیث
11-45 am یسرنا القرآن
12-05 pm مسیح ہندوستان میں
12-50 pm چلڈرن کلاس
1-55 pm سوال وجواب
2-50 pm انڈونیشین سروس
3-55 pm سواحیلی سروس
5-05 pm تلاوت قرآن کریم
5-20 pm درس حدیث
5-40 pm زندہ لوگ
6-15 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 16 ستمبر 2005ء
7-05 pm بنگلہ پروگرام
8-25 pm دعائے مستجاب
9-00 pm فقہی مسائل
9-45 pm درس حدیث
10-20 pm آسٹریلوی پروگرام
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-20 pm خدام الاحمدیہ اجتماع 2006ء

16 جون 2011ء

12-05 am دعائے مستجاب
12-25 am ریئل ٹاک
1-30 am یسرنا القرآن
1-50 am فقہی مسائل
2-30 am چلڈرن کلاس
3-45 am خطبہ جمعہ فرمودہ کیم اپریل 2011ء
5-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5-10 am تلاوت قرآن کریم
5-35 am درس حدیث
5-45 am مسیح ہندوستان میں
6-05 am لقاء مع العرب
7-30 am فقہی مسائل
8-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
8-20 am مسیح ہندوستان میں
9-10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 16 ستمبر 2005ء
10-05 am جلسہ سالانہ یوکے 2010ء
11-00 am تلاوت قرآن کریم
11-25 am چلڈرن کلاس
12-30 pm یسرنا القرآن
1-05 pm فیتھ میٹرز
2-10 pm قرآنک آرکیالوجی
3-00 pm انڈونیشین سروس
4-10 pm پشتو سروس
5-00 pm تلاوت
5-20 pm زندہ لوگ
6-00 pm بنگلہ سروس
7-05 pm ترجمۃ القرآن
8-30 pm مشاعرہ
9-25 pm درس ملفوظات
9-35 pm یسرنا القرآن
9-55 pm فیتھ میٹرز
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-20 pm جلسہ سالانہ یوکے 2010ء

غزل

جب تک سانسوں میں ہے دَم
تم رفتار نہ کرنا کم

پیچھے مُڑ کر مت دیکھو
منزل ہے دوچار قدم

الفت اور محبت کے
باب کریں گے نئے رقم

ہر اک ذرّہ اختر ہے
کر لو چاہے اور ستم

دُوری ہے مجبوری بھی
لیکن پیار نہ ہو گا کم

خوشبو کیسے روکیں گے؟
رستے کے یہ پیچ و خم

جسم اور جان کا ہے رشتہ
ایک تھے، اب بھی ایک ہیں ہم

اُن کو مسیحا مان گئے
ہر دکھ کا وہ ہیں مرہم

مسلک اپنا پیار ندیم!
جگ کا غم بھی اپنا غم

انور ندیم علوی

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

حصول تعلیم طلباء، والدین اور اساتذہ کا مؤثر کردار

بچے کی بروقت، صحیح نگہداشت اور راہنمائی نہ ہونے سے طالب علم کمزور ہو رہا ہے

مکرم چوہدری منیر احمد صاحب

قرآن حکیم نے رب زدنی علماً کی دعا سکھا کر ہر مومن کے لئے حصول علم لازم قرار فرما دیا۔ حدیث شریف میں علم حاصل کرنے کی ہر مرد و زن کو تاکید فرمائی اس کیلئے ہم احمدی خدا تعالیٰ کے فضل سے بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ ان کوششوں کو درست سمت میں ترتیب دینے کے لئے چند گزارشات کرنا مقصود ہیں۔

کسی بھی فصل کی صحیح موسم میں کاشت، مناسب مقدار میں کھاد، وقت پر آبیاری، جڑی بوٹیوں کے تلف کرنے سے پھل کی مقدار میں کئی گنا اضافہ ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ہم سب حصول علم کے ضمن میں اپنے اپنے رنگ میں کوشاں ہیں۔ اگر ان کوششوں کو یکجا کیا جاسکے تو بہتر نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے تفسیر کبیر میں حصول علم کے دو حصے بیان فرمائے ہیں۔ اندرونی علم اور بیرونی علم۔ کوئی سینہ اندرونی علم سے مزین نہ ہو تو بیرونی علم سے مستفید نہیں ہوسکتا۔ ایک سبق کو پڑھانے والا (بیرونی علم مہیا کرنے والا) ایک مدرس 30 طلباء کو ایک ہی وقت میں ایک سا علم ایک ہی رنگ میں پڑھا رہا ہوتا ہے۔ لیکن ہر طالبعلم اپنے اندرونی علم کے ذخیرے کی بنا پر اس سے مختلف رنگ میں حصہ پا رہا ہوتا ہے۔ ہر طالب علم کے اندرونی علم کے ذخیرے میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ ایک جاری و ساری چشمہ ہے۔ اندرونی علم بڑھ رہا ہے اور اسی تناسب سے بیرونی علم کے جذب کی استطاعت بھی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اندرونی علم کا آغاز کب ہوا۔

اندرونی علم کا آغاز انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے۔ اور اس کا پہلا معلم بچے کی والدہ ہوتی ہے۔ شروع میں بچہ اپنے احساس کا اظہار رو کر کرتا ہے۔ اسے بھوک لگی، رویا، ماں نے اٹھایا، چپ ہوگیا، ماں کے لمس کا علم ہے۔ کسی دوسرے کے اٹھانے سے رونا بند نہیں ہوا۔ ماں نے دودھ پلایا، سیری ہوگئی۔ یہ اس کے اندرونی علم کی ابتدا ہے۔ بچے نے پیشاب کیا۔ ''نیپی'' گیلا ہوگیا۔ وہ رویا ماں نے بدل دیا بچہ سو گیا۔ یہاں اگر ماں نے نیپی بدلنے کی بجائے دودھ دیا تو اس کے اندرونی علم میں غلط سگنل نے جگہ بنالی۔ گیلا رہنے کی وجہ سے خوراک ملتی ہے۔ اب وہ ہر بار روتا ہے اور خوراک حاصل کرتا ہے۔ کوئی وقت نہیں۔ اس نے پاخانہ کیا۔ غلاظت کی وجہ سے رویا۔ ماں نے غلاظت صاف کرنے کی بجائے دودھ دیا۔ بچے کے اندرونی علم میں گندہ رہنے سے سمجھوتہ ہوگیا۔ اب وہ رونے کو خوراک حاصل کرنے کیلئے وقت بے وقت استعمال کرتا ہے۔ اگر ایسا اکثر ہو تو بچہ ضدی ہو جاتا ہے۔ خوراک میں بے قاعدگی ہو جاتی ہے اور صحت جسمانی کے دیگر لوازمات ابتر ہو جاتے ہیں۔ اردو کا محاورہ ''پوتڑوں کے بگڑے'' اسی لئے رواج پا گیا جو عادات اس عمر میں راہ پا جاتی ہیں ان کا سدھارنا خاصا دشوار ہوتا ہے۔ اگرچہ نو سال کی عمر تک جب اس کی ذہانت کی حد متعین ہو جاتی ہے۔ اس میں کسی قدر تبدیلی ممکن ہے بعد میں شاذ کے طور پر۔

رفتہ رفتہ اندرونی علم کا ذخیرہ وسیع ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ بیرونی علم دستک دینے لگتا ہے۔ آوازیں پہچاننے لگتا ہے۔ رنگوں سے متاثر ہوتا ہے۔ پہچاننے لگتا ہے۔ ذائقہ نمو پاتا ہے۔ ماہرین تعلیم ان تمام تبدیلیوں کا احاطہ تو نہیں کر سکے لیکن اس بات کے شواہد بیان کرتے ہیں کہ اس زمانے کے نقوش دیرپا ہونے کے ساتھ ساتھ دور رس نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی سوانح میں انہیں اپنی والدہ کا گود میں لے کر تلاوت قرآن کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ جو کہ بعد میں عشق قرآن کا موجب بنا۔ 2 سال کی عمر میں بچہ بولنا شروع کر دیتا ہے۔ شروع میں صرف الفاظ پھر پورا فقرہ۔ تین سال کی عمر تک ماحول کا اثر نمایاں ہوتا ہے۔ کھلونے پسند کرنا وغیرہ۔ لیکن کسی بھی حرکت سرگرمی کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا۔ توجہ بٹتی رہتی ہے تقلید کرتا ہے۔ بڑے بہن بھائیوں کی طرح اسے بھی بستہ چاہئے۔ لکھنے بیٹھتا ہے۔ ہر نئی چیز جس سے متاثر ہوتا ہے وہ بیرونی علم ہے اور جب وہ اس کے ذہن کا حصہ بن جاتی ہے تو اندرونی علم میں شامل ہو جاتا ہے۔ خوشی، ناراضی کا اظہار کرنا۔ مثبت اور منفی دونوں طرح کے محرکات سے ردعمل پیدا ہوتا ہے۔ برے بھلے کی تمیز آجاتی ہے۔ انہیں عناصر کی ترکیب سے کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔

لگ بھگ تین سال کی عمر میں بچہ الفاظ کی اور آواز کی پہچان کرنے لگتا ہے۔ چار سال کی عمر تک اس کے مکمل دماغ کا 2/3 حصہ بن گیا ہوتا ہے۔ اندرونی علم میں اتنا ذخیرہ ہوتا ہے کہ بیرونی علم سے استفادہ کر سکے۔ اس عمر میں ماں کا رول مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ ماں چاہے تو T.V. پہ میوزک کے ساتھ ساتھ جسم میں حرکت کرانا سکھا دے اور پھر پہلے اپنے گھر کے افراد اور پھر مہمانوں کے سامنے ان حرکات سے تحسین حاصل کر کے اندرونی علم کا حصہ بنائے۔ یا یسرنا القرآن لے کر بیٹھ جائے اور نہایت، محبت سے شفقت اور استقلال سے قرآن مجید کی آمین کے لئے بنیاد رکھے۔ اول الذکر میں فقط تقلید ہے۔ ڈانس کرنے پر تحسین کی صورت میں فوری نقد انعام ملنا ہے اس لئے بچے کیلئے چنداں مشکل نہیں۔ جبکہ آخر الذکر ماں اور بچے دونوں کے لئے بہت مشکل اور کٹھن ہے کیونکہ انعام دو سال بعد ملتا ہے۔ یہاں ماں کیلئے ایک تھکا دینے والا امتحان ہے۔ اسے یہ ہر دم یاد رکھنا ہے کہ بچہ کوئی حرکت یا سرگرمی زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے جلدی نہیں کرنی۔ نہایت صبر کے ساتھ چلنا ہے۔ اور ترقی بچے کی رفتار کے ساتھ۔ کوئی بھی زبان سیکھنی ہو تو سیکھنے کے عمل کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے۔ سننا، بولنا، پڑھنا، لکھنا۔ اس کلیہ پر ہر دم ''آمین تک'' عمل ضروری ہے۔

چونکہ عربی اور اردو رسم الخط میں بہت قربت ہے۔ اس لئے جب عربی پڑھنے میں روانی آجائے تو اردو ریڈنگ شروع کی جاسکتی ہے۔ بچوں کو کہانیاں پسند ہوتی ہیں۔ وہ شروع کروائی جاسکتی ہیں اور آہستہ آہستہ ان کا معیار بڑھایا جائے۔ انگریزی کیلئے بچوں کو کارٹون ایک مخصوص وقت کیلئے شروع کروا کر انگریزی کی سماعت سے متعارف کروایا جاسکتا ہے۔

علم بیرونی جب پوری طرح سمجھ آجائے تو وہ اندرونی علم کا حصہ بن جاتا ہے۔ اس میں وسعت آجاتی ہے اور اب بیرونی علم کو اپنے اندر سمونے کی استطاعت رکھتا ہے۔ اس طرح اندرونی علم وسعت پذیر ہے اور رفتہ رفتہ اس کا دائرہ کار وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔

تعلیمی منظر نامے میں طالب علم، والدین اور اساتذہ کا مرکزی کردار ہے۔ طالب علم ایک سبق کیلئے ضروری اندرونی علم سے آراستہ ہوگا تو استاد کے بتائے گئے بیرونی علم سے مستفید ہوگا۔ جمع کرنا نہ آتا ہو تو ضرب نہیں سیکھ سکتا۔ جب تک نیا بیرونی علم طالب علم کے ادراک کا حصہ نہیں بنتا (محض رٹ لینا کافی نہیں) وہ اسے مناسب رنگ میں استعمال کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ استاد کے فرائض میں ہے کہ وہ دلچسپ انداز میں نئے علم کو پرانے علم سے پیوستہ کرے۔ ماہرین کے مطابق بچے کو نئی چیز کچھ دیر تک یاد رہتی ہے۔ پھر وہ بھول جاتا ہے۔ اگر اس کا اعادہ ہو جائے تو بھول جانے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ دہرانے کے عمل کی نگرانی والدین کے حصے میں آتی ہے۔ اگر وہ اس میں کما حقہ عہدہ براہوں گے تو طالب علم کی پراگرس ہوگی۔

مندرجہ بالا ہدایات کی رو سے والدین کو ایک مرکزی رول ادا کرنا ہے۔ اس لئے انہیں تعلیمی نفسیات کے علاوہ سیکھنے کے علم کے بنیادی قواعد سے آگاہی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مرکزی حیثیت محرک کی ہے۔ سمجھ آرہی ہو تو مزید کام کو جی چاہتا ہے۔ سمجھ نہ آئے تو دل اچاٹ ہو جاتا ہے۔ تھکن اور ذہنی دباؤ میں پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ دوسری اہم چیز ذہانت ہے۔ ذہانت تعلیم کے حصول میں بہت ممد ہوتی ہے لیکن اگر ذہنی لگاؤ نہ ہو تو ذہانت کی وجہ سے متکبر ہونے کا اندیشہ ہے۔ جس کی بنا پر ذہین طلباء غفلت اور کسل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے طلباء میں تعمیری کاموں کی بجائے تخریبی کارروائیوں میں دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک طالب علم میں اگر بنیادی ذہانت تو ہے لیکن کام کرنے کا رویہ درست نہ ہو تو مفید نتائج حاصل نہیں ہوسکتے۔ درست رویہ کے نشوونما میں والدین کا کردار کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی دعاؤں، نگہداشت اور راہنمائی سے ہی ان کے بچوں کے رویوں میں مثبت تبدیلی آئے گی۔ اچھے کام کو سراہنا اور غفلت پر سزا دینا یہ شوق میں اضافہ کا موجب ہو جائے گا۔ چوتھا جزو مسابقت کی روح ہے یہ بھی شوق کیلئے مہمیز کا کام دیتی ہے۔ ان قواعد پہ عمل کے باعث رفتہ رفتہ طلباء میں باقاعدگی اور نظم وضبط کی صلاحیتیں اجاگر ہونے لگتی ہیں۔ ذاتی ڈسپلن کے جڑ پکڑنے تک نگرانی بے حد ضروری ہے اگرچہ نگرانی میں اعتدال بہت اہم ہے۔ بار بار کی روک ٹوک، کر نہ کر، ہر وقت طالب علم کے اعصاب پر سوار رہنا بھی اتنا ہی نقصان دہ ہے جتنا بالکل آزاد چھوڑ دینا۔ نو دس سال کی عمر کے لڑکے کو ماں کے دوپٹہ سے علیحدہ ہو جانا چاہئے ورنہ شخصیت میں خود اعتمادی اور خود انحصاری متاثر ہوتی ہے اور اگر آزاد چھوڑ دیا گیا تو منہ زور اور خودسر ہو جائے گا۔ والدین کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ''بھول جانے'' اور ''یاد رہنے'' کا انحصار حاصل کردہ علم کو عمل کر سکنے پہ موقوف ہے۔ یاد رکھنے کی صلاحیت علم اور عمل کے امتزاج سے پیدا ہوتی ہے۔ آج سکول/ کالج میں سیکھا گیا سبق آج ہی گھر میں اعادہ کی بھٹی میں سے گزرنا لازم ہے ورنہ اس کے بھول جانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں اور اگر اس پر زیادہ دیر گزر جائے تو ذہن سے

بالکل محو ہو جانا یقینی ہے۔

ایک اہم سوال یہ ہے کہ کتنی عمر میں بچے کو سکول میں داخل کرانا اس کے تعلیمی کیریئر کیلئے بہتر ہوگا۔ اس کے بارے میں ماہرین تعلیم کی رائے منقسم ہے۔ ایک گروپ بہت اوائل میں اڑھائی تین سال، دوسرے پانچ چھ سال۔ اول الذکر کے نزدیک بچے کے سکول میں داخلے کی وجہ سے وہ پہلی دفعہ ماں کے سایہ عافیت سے دور ہوگا۔ اجنبی ماحول میں اتنے بہت سے بچوں کے ساتھ باہم میل جول کے نتیجے میں اس کی شخصیت کی نشوونما ہوگی۔ اس میں ہر قسم کے امکانات ہیں۔ بہت چھوٹا ہے، دباؤ میں آگیا تو سہم جائے گا۔ کچھ اچھا نہیں لگے گا۔ سکول جاتے ہوئے روئے گا۔ سکول میں بھی روئے گا۔ ایسے پریشر میں کچھ سیکھ نہ پائے گا۔ بچہ اپنی معصومیت میں کچھ سمجھا نہیں سکتا۔ اگر تعلیم حاصل کرنے کے اس نازک موقع پر خوفزدہ ہوگیا تو بچے کیلئے اس گرداب سے نکلنا بہت دشوار ہوگا۔ لہٰذا اگر ماں تعلیم یافتہ ہے۔ ماں سے زیادہ بچے کا درد کسی کو نہیں اور اس عمر میں وہی اس کی بہترین معلم ہوسکتی ہے۔ تین سال کی عمر کے لگ بھگ گھر میں خود یسرنا القرآن شروع کروائیں اور یہ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ اس عمر کا بچہ زیادہ دیر تک کسی بھی سرگرمی میں توجہ قائم نہیں رکھ سکتا۔ اس کی اپنی پسند کی رفتار سے اسے آگے بڑھنے دیا جائے۔ عربی اور اردو رسم الخط میں بہت قربت ہے۔ جب عربی پڑھنے میں روانی آجائے تو اردو کی ریڈنگ شروع کی جاسکتی ہے۔ بچوں کو کہانیاں پسند ہوتی ہیں۔ وہ شروع کروائی جاسکتی ہیں۔ بتدریج معیار بڑھاتے جائیں۔ انگریزی کیلئے بچوں کے ٹی وی کارٹون، ٹی وی پر ایک محدود وقت کیلئے دکھائے جاسکتے ہیں۔ تھوڑی سی توجہ اور استقلال سے ساڑھے چار سال کی عمر میں آمین۔ 5 سال کی عمر میں پریپ میں داخلہ۔ اگر ماں تعلیم یافتہ نہ ہو تو نرسری کی طرف رجوع کیا جائے۔ داخلے سے پہلے پرنسپل کو ملیں۔ جو بچے اس نرسری سے پاس ہوگئے ہیں ان کے والدین سے ملیں اور بہت دعاؤں سے فیصلہ کریں۔ سنی سنائی پر نہ جائیں۔ پبلسٹی سے، عمارت سے، A/C سے مرعوب نہ ہوں۔ جس استاد نے پڑھانا ہے اس کے بارے میں تسلی کریں۔

قبل ازیں تدریس کے چند بنیادی قواعد کا ذکر ہوا۔ اگر کوئی محرک نہ ہو تو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ذہین طلباء کا اگر رویہ درست نہ ہو تو گویا وہ بھی کند ذہن ہی ہیں۔ بچے کی تعلیم میں ماں کی حیثیت کلیدی ہے۔ آمین تک بچے کو ماں پڑھائے تو احسن ہے۔ اور سکول کا انتخاب چھان پھٹک کے بعد دعاؤں کے ساتھ ہونا چاہئے۔

اچھے پرائمری سکولوں میں آغاز سے ہی انگریزی کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ سائنس، ریاضی کی کتب انگریزی میں ہوتی ہیں۔ گھروں میں تو عموماً اردو ہی بولی جاتی ہے۔ ٹیچر نفس مضمون سمجھانے کیلئے اردو کا سہارا لیتے ہیں اور سلیبس کی ضروریات پورا کرنے کے لئے نوٹس دیتے ہیں۔ چونکہ اس عمر میں بچوں کا حافظہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ نوٹس کو یاد کرلیتے ہیں۔ علم تو ہوتا ہے لیکن استعمال کرنے اور سمجھ پہ عبور نہ ہونے کی وجہ سے اندرونی علم کا حصہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا جوں جوں بڑی کلاسز میں جاتے ہیں کارکردگی کمزور پڑتی جاتی ہے۔ اس کا حل اسی میں ہے کہ بچے کو انگریزی دیکھنے، سننے اور پڑھنے کو ملے "غور سے سننے" اور "ریڈنگ" پہ زور دیا جائے۔ مارکیٹ میں انگریزی کی نہایت عمدہ بچوں کی کہانیاں میسر ہیں۔ ان سے استفادہ کیا جائے۔ اگر نوٹس یاد بھی کرنے ہوں تو پہلے ان کو "سمجھنے" کو یقینی بنایا جائے۔

والدین کے نگرانی کرنے کی افادیت کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ ہر روز باقاعدگی سے جائزہ لیں کہ سکول میں کیا ہوا، سب کاپیاں دیکھیں۔ ٹیچر کے ریمارکس پہ توجہ دینا لازمی ہے۔ بچے کے شوق (ٹی وی، کھیل) میں دلچسپی کو محرک کے طور پر استعمال کریں۔ اسے کلاس ورک کی دہرائی اور ہوم ورک مکمل کرنے کے ساتھ منسلک کرکے بہت اچھے نتائج مرتب ہوسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں باقاعدگی سے اساتذہ کے ساتھ رابطہ رکھنے میں طالب علم کی نگرانی کا نہایت موثر نتیجہ نکلتا ہے۔ ان کے وقت کی تقسیم میں خاص طور پر نماز باجماعت ادا کرنے کی گنجائش رکھی جائے۔

سینئر سکول میں عموماً پرائمری سکول میں پیدا شدہ طریق وعادات کا اعادہ ہی ہوتا ہے۔ فرق یہ کہ لڑکوں کیلئے اب والدہ کی بجائے والد اپنے آپ کو نگرانی پہ مامور کرے۔ اس بارے میں اصولی طور پر حضرت مصلح موعود نے تربیت اولاد میں سمجھایا ہے کہ اب بچہ گھر کی چاردیواری سے نکل کر باہر کی دنیا میں جاتا ہے جہاں اس کا واسطہ مردوں کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ اب اپنی مشکلات کیلئے والدہ کی بجائے والد کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس اصل کی شریعت سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔ فیملی کی علیحدگی کی صورت میں والدہ کا بچوں پہ حق نو سال کی عمر میں ساقط ہوجاتا ہے۔ والد اپنے بیٹے کے گیمز کے ساتھیوں پر نگاہ رکھے۔ اسی طرح دوستوں کے انتخاب پر کڑی نظر رکھے اور اگر تعلیمی معیار پہ کمزور ہوں تو دوستی ختم کروانے پہ اصرار کرے۔ کلاس ورک، ہوم ورک کی کاپیاں دیکھنا۔ ٹیسٹ کا سکور، اساتذہ سے رابطہ وغیرہ یہ سب کام اب انہوں نے خود (مکرر) کرنا ہے، کسی اور کو نامزد نہیں کرنا، یہ تو درست ہے کہ مردوں کو عموماً بہت کام ہوتے ہیں ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ لیکن کوئی بھی کام چاہے اس کی اہمیت کتنی ہو اولاد سے آگے نہیں ہونا چاہئے۔ زیادہ بچوں کے والدین پریشان نہ ہوں۔ حضرت اماں جان نے فرمایا تھا۔ بڑے بیٹے کی تربیت آپ کرو دوسروں کی وہ کرلیں گے۔

ہائی سکول میں بچے ایک نہایت نازک دور میں سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ نفس جوش مارتا ہے۔ اس میں بچے کی راہنمائی کیلئے بہت نازک انداز اور احتیاط درکار ہے۔ بنیادی طور پر تو گھر اور سکول کے معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں۔ صرف ایک عنصر کے بارے میں آگاہی ضروری ہے وہ ہے وقت کے صحیح استعمال کا شعور۔ سکول میں 8 مضامین زیر مطالعہ ہیں۔ گھر آکر طالب علم ہر ایک کو نصف گھنٹہ بھی دے تو 4 گھنٹے درکار ہیں۔ یہاں ایک تصحیح بہت ضروری ہے۔ عموماً بچے یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں اس دن کا دیا ہوا ہوم ورک ہی کرنا ہے۔ یہ درست نہیں ہوم ورک کے علاوہ کلاس میں کئے گئے کام کی دہرائی لازمی ہے۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ سکول سے آکر آرام کیا۔ عصر کے بعد کھیل، مغرب کے بعد T.V رویژن کیلئے بیٹھے نو بج گئے۔ دس بجے سوگئے کہ صبح ساڑھے چار بجے فجر کی نماز کے لئے اٹھنا بھی ہے۔ کام کے لئے مشکل سے ایک گھنٹہ ملا۔ اگر 2 بھی مل جائیں تو ناکافی۔ پندرہ منٹ میں کیا کام ہوسکتا ہے۔ کچھ والدین کا خیال ہوتا ہے کہ کھیل تضیع اوقات ہیں۔ ایسا نہیں، جسمانی نشوونما کے علاوہ کردار سازی میں کھیل کا نمایاں حصہ ہے۔ اس کے علاوہ ذہنی آرام کھیل سے ہی ملتا ہے۔ دن بھر کی ذہنی مشقت کے بعد ایک گھنٹہ ذہنی کشمکش سے مکمل آزاد۔ یہ دورانیہ دماغ کے سکون کیلئے عمدہ ہے۔ اس کے بعد طالب علم نہا کر تازہ دم ہوکر مزید ذہنی مشقت کیلئے تیار ہوجاتا ہے۔

وقت کے ضیاع کا ایک ذریعہ T.V ہے۔ اس پر بچوں کی مشاورت سے وقت کا تعین کیا جائے دورانیہ ایک گھنٹے سے زیادہ نہ ہو اور یوں 4 گھنٹے سٹڈیز کیلئے میسر ہوں۔ تاہم اس کو مؤثر بنانے کے لئے گھر کے باقی افراد اس وقت ٹی وی نہ دیکھیں۔

کالج کا طالب علم ایک نوجوان ہے۔ اپنے معمولات میں مداخلت پسند نہیں کرتا۔ لیکن دلیل سے بات سنتا ہے۔ والدین اس کی عزت کریں تو وہ بھی کرے گا۔ کالج سے آکر سٹڈیز ٹائم کم از کم 5 گھنٹے ہونے چاہئیں۔ نگرانی تو اب بھی درکار ہے۔ انداز مختلف ہوگا۔

حصول تعلیم کے دوران مشکلات اور ان کے تدارک میں والدین کے حصے کا ذکر ہوچکا ہے۔ ابتدائی سالوں میں "ماں" کا مرکزی کردار اور بعد میں والد کی نگرانی میں تعلیم کی تکمیل ذہین طلباء میں صحیح رویے والدین کی راہنمائی سے پیدا ہوں گے اور صحیح رویے نہ ہوں تو ذہانت کی کوکھ سے غیر معمولی شیطان صفت جنم لیتے ہیں۔ قوت محرکہ کے بغیر علم حاصل نہیں ہوتا اور نگرانی کے بغیر اس کی نشوونما نہیں ہوتی۔ اندرونی علم وسعت پذیر نہ ہو تو بیرونی علم کی رسائی نہیں ہوتی۔ طالب علم کا تعلیمی گراف گرجاتا ہے۔ وہ ٹیوشن میں پناہ تلاش کرتا ہے۔

ٹیوشن ایک نیا مظہر ہے اب تو یہ وبا کی طرح پھیل گیا ہے۔ ایک معاشرتی رتبہ کا نشان بن چکا ہے۔ عصر کی نماز پر جاتے ہوئے ہر عمر کے بچے بھاری بیگ اٹھائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پوچھو تو ٹیوشن پر جارہے ہیں۔ اس خیال سے طبیعت مکدر ہوتی ہے کہ یہ وقت تو دنیا بھر میں بچوں کے کھیل کا وقت ہے۔ یہ سب کھیل کے فوائد سے محروم ہوں گے۔ تو کیا ان میں اس محرومی کی وجہ سے ردعمل پیدا نہیں ہوگا؟ ان کے معصوم ذہن میں اس کا اظہار کیا کیا روپ دھارے گا؟

والدین کو تو بچے بہت پیارے ہوتے ہیں۔ کوئی امر تو ہے جو انہیں بچوں کا یہ وقت ان کی جسمانی نشوونما اور ذہنی تفریح سے چھین کر پڑھائی پر دینے پہ مجبور کر رہا ہے۔ ان کی تو خواہش ہے کہ بچے تعلیم میں اعلیٰ دسترس حاصل کریں تاکہ دنیا میں کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ لیکن ہوگا کیا ان میں سے اکثر اس ٹیوشن کے نشہ کے عادی ہو جائیں گے۔ موسم سرما میں تو یہ منظر اور بھی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ بچے سکول گئے۔ سارا دن تھک کر گھر لوٹے۔ آتے آتے تین بج گئے۔ کھانا کھایا۔ ٹیوشن کا وقت ہوگیا۔ ذرہ بھر آرام کا وقت نہ ملا۔ تھک کر گھر آنے والے طالب علم کیلئے اب کیا محرک رہ گیا ہے کہ وہ پھر پڑھنے جائے۔ ذہنی تھکاوٹ تو اعصاب کو مفلوج کرکے رکھ دیتی ہے۔

بچے کے لئے نیا علم حاصل کرنے کی تحریک ہو تو کیوں۔ اس سے اتنا ہی ہوگا کہ بے دلی سے سزا سے بچنے کیلئے والدین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کی فرمانبرداری میں یہ سب کرگزرے گا۔ لیکن وہ علم جس کو حاصل کرنا مقصود تھا وہ تو تشنہ ہی رہے گا۔

بچوں کو گروپ کی صورت میں ٹیوشن پر بھیجنے کے اتنے نقصان ہیں کہ اگر والدین کھلے ذہن اور ذمہ واری سے سوچیں تو کبھی نہ بھیجیں۔ اول بچے کی پراگرس کا جائزہ والدین کیلئے ممکن نہیں رہتا۔ دوسرے کس مضمون میں کیا خامی رہ گئی ہے اس کا پتہ نہیں لگتا اور اگر لگ بھی جائے تو اس خامی کو دور کرنے کا وقت نہیں بچتا۔ تیسرے گروپ ٹیچنگ سکول میں بھی اور ٹیوشن سنٹر میں بھی۔ مشکل تو مناسب رویے کی ہے۔ انفرادی توجہ کی ہے۔ وہ تو نہ سکول میں ملی اور نہ ٹیوشن میں۔ اس مسئلہ کو اس

کے صحیح تناظر میں دیکھیں تو بات مختلف ہے۔ ہاں اگر ٹیوٹر ایک طالب علم کو پڑھائے تو اس کے فوائد حاصل ہوں گے۔

چھوٹے بچوں کو ٹیوشن پر بھیجنے کی تمام تر ذمہ واری والدہ کی ہے۔ تھوڑی سی توجہ سے ماں بچے کی مشکل حل کر سکتی ہے۔ وہ خود دستی اور کسل سے اس طرف توجہ نہیں دیتی۔ مشکلات جمع ہوتی جاتی ہیں۔ ماں پیسے دے کر اپنی ذمہ واری سے بچنا چاہتی ہے اور ٹیوشن پر بھیج کر اپنے نفس کو تو مطمئن کر لیتی ہے لیکن بچہ مستقل ایک بیساکھی کا محتاج ہو جاتا ہے۔

چونکہ وہی مضمون سکول میں پڑھایا گیا تھا۔ اب دوبارہ ٹیوشن سنٹر میں وہی پڑھا۔ دونوں جگہ کوئی محرک نہیں ہے۔ ''سکول میں پڑھ لوں گا'' ''ٹیوشن والے سر پڑھا دیں گے'' توجہ کا فقدان ہے۔ بچہ ٹیچنگ اور ری ٹیچنگ میں پھنس جاتا ہے۔ اس کی مشکل پیچیدہ ہوتی جاتی ہے۔ اعتماد کھو دیتا ہے۔ فیل ہونے لگتا ہے۔ والدین صورتحال کا صحیح تجزیہ نہیں کر پاتے۔ اپنی طرف دیکھنے کی بجائے دوسروں کو معتوب ٹھہراتے ہیں۔ ٹیچر اچھا نہیں پڑھاتے۔ محنت نہیں کرتے۔ بچے پر نالائق ہونے کا فتویٰ لگ جاتا ہے۔ وہ بھی سمجھنے لگتا ہے میں نالائق ہی ہوں۔ پاس ہو جانا غنیمت ہے۔

پاس مارکس پر کامیاب ہو کر کمزور بنیادوں پر سال بہ سال ترقی پا کر اور اپنی اندرونی علم کے نہایت قلیل استعداد کے ساتھ نویں، دسویں تک پہنچتا ہے۔ ٹیوشن کا عادی ہے۔ خود سوچنا، اپنی مشکل حل کرنا۔ اس نے سیکھا ہی نہیں۔ پاس مارکس کے ساتھ میٹرک کرے گا۔ زمینی حقیقت دیکھتے ہوئے ایسے بچے کو پولی ٹیکنیک میں ڈالا جائے تو درست ہو۔ کیونکہ کورس کرنے کے بعد ایک ہنر کے مالک ہوں گے اور اچھا ہنرمند شام کو معقول آمدنی لے کر گھر لوٹتا ہے۔

بات پوائنٹ سکور کرنے کی نہیں ہے۔ قصوروار ہم سب ہیں۔ نوجوان زر کثیر خرچ کر کے بیرون ملک جا کر معاشرے کے نچلے ترین درجے پہ کام کرنے پر مطمئن ہیں۔ خود انحصاری سیکھی ہی نہیں، ریسرچ کیلئے تو خود حل تلاش کرنا ہوتا ہے اور یہاں اپنی تمام صلاحیتیں ٹیوشن سنٹر کی نذر کرنے پہ مطمئن ہیں۔ لیکن کالج جانا معاشرتی لحاظ سے ضروری ہے۔ کالج میں سلیبس کا پھیلاؤ ایکدم طالب علم کا گھراؤ کر لیتا ہے۔ پھر لامحالہ ٹیوشن سنٹر۔ اکثر و بیشتر طالبعلم کی زندگی کے پانچ سال اور والدین کی محنت کی کمائی سب دریا برد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پروفیشنل کالج میں جا نہیں سکتے۔ بی اے، بی ایس سی کرنے کے بغیر چارہ نہیں پھر روزگار نہیں ملتا۔

ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان صاحب

بچوں کو نظم وضبط کا عادی بنائیں

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے ایک کامیاب انسان بنیں اور وہ ایک بھرپور شخصیت کے طور پر معاشرے میں اپنا مقام بنائیں۔ ان کی ایسی شخصیت ہو۔ جس میں کوئی کمی نہ ہو۔ اس مقصد کے لئے آپ بچوں کی زندگیوں میں ترتیب پیدا کریں۔ کیونکہ ترتیب ہی زندگی کے حسن کی ضامن ہے۔ چاہے وہ صبح سویرے اٹھ کر نماز پڑھنا۔ تلاوت کرنا ہو یا دوڑ لگانا، شام میں ٹی وی دیکھنا ہو۔ یا رات گئے جاگ کے کوئی کتاب پڑھنا۔ ہم سب کی زندگیوں میں اپنی تھوڑی بہت ترتیب ضرور ہوتی ہے۔ لیکن بچوں کے لئے باقاعدہ اور منظم ترتیب بے حد اہمیت کی حامل ہے۔

والدین کی حیثیت سے اپنے بچوں کے رویوں میں بہتری پیدا کرنا ایک اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے ان کے سامنے خود وہ کام انجام دیں جو آپ انہیں سکھانا چاہتے ہیں۔ ایسی مثالیں پیش کرنے سے آپ بہت اچھے رویے نہایت آسانی سے ان کی شخصیتوں کا حصہ بنا سکتے ہیں۔ خصوصاً ابتداء میں ایسی تربیت زندگی کے لئے ایک سیدھے اور صحیح راستے کے انتخاب میں بہت مدومعاون ثابت ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ شخصیت کی تعمیر کے لئے یہی عمر آئیڈیل ہے۔ اس عمر میں آپ ان کی زندگی میں ایک مستقل ترتیب پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کام کے لئے آپ کو بہت صبر کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔ اپنے بچے کو ہر بات اچھی طرح اور باقاعدہ طور پر سمجھانی ہوگی کہ وہ جو بھی کام کر رہا ہے۔ وہ کیوں اور کس لئے ہے۔ اس کی کیا اہمیت ہے۔

بچوں کو ترتیب میں موجود ہر کام سے متعلق واضح نظریہ دیں کہ وقت پر سونا اور جاگنا کیوں اہم ہے۔ روزانہ صبح شام دانت صاف کرنے کی کیا افادیت ہے۔ پانچ وقت نماز کی ادائیگی کس لئے ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ وہ صرف والدین ہی ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کی زندگیوں میں انقلاب لاتے ہیں۔ شاید اسی لئے عمر کے کسی بھی حصے میں اگر کسی شخص کی زندگی بے ترتیبی اور افراتفری کا شکار نظر آئے۔ تو یہی قیاس کیا جاتا ہے کہ اس کے والدین کا بھی یہی معمول رہا ہوگا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ بچے اپنے معمولات خود ترتیب نہیں دے سکتے۔ اس لئے کہ وہ اپنی ضرورتوں کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ مگر بچوں کی زندگی میں ترتیب لانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ خود بھی ایک لگے بندھے معمول کے عادی ہوں۔

زندگی میں ترتیب بچوں کو کائنات کے اسرار و رموز سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ ساتھ ان میں یہ اعتماد پیدا کرتی ہے کہ وہ اپنی اقدار کے مطابق ترتیب دیئے گئے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہیں اور اس طرح ایک بھرپور شخصیت کے مالک بن رہے ہیں۔

ترتیب یا روٹین کا مقصد یہ نہیں کہ آپ ہر روز ایک جیسا دن گزاریں۔ بلکہ یہاں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ترتیب دراصل کسی بھی کام کو سرانجام دینے کے درست اوقات کار اور طریقہ کار کا دوسرا نام ہے۔ مثلاً وقت پر اٹھنا، جاگنا، کھانا، نہانا، پڑھنا، کھیلنا وغیرہ وغیرہ

جیسا کہ ہم سب ہی ہفتہ وار تعطیل میں اپنے پورے ہفتے کی ترتیب سے ذرا ہٹ جاتے ہیں تو اس بگاڑ میں پرانی ترتیب لانا یقیناً آپ کے لئے آسان ہوتا ہوگا لیکن بچوں کے لئے تعطیل کے بعد دوبارہ افراتفری میں اٹھنا، سکول جانا اور دیگر معمولات انجام دینا کافی مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات اس کے پورے ہفتے کی کارکردگی بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر ہفتہ وار تعطیل میں بھی خاص کام (جیسے سونا، جاگنا، کھانا وغیرہ) اپنے مقررہ اوقات ہی پر انجام دیئے جائیں تو بہتر رہتا ہے۔ زندگی میں ترتیب کے ہونے سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ کے بچے ماحول کی تبدیلی سے زیادہ متاثر نہیں ہوتے۔ مثلاً اگر آپ کسی دوست یا رشتے دار کے گھر یا کسی دوسرے شہر جاتے ہیں۔ تو وہاں بھی آپ کے بچے اپنے لگے بندھے معمولات کے مطابق سونے، جاگنے اور کھانے کے عمل انجام دیتے ہیں۔ ایک تو آپ کو پریشان نہیں کرتے۔ دوسرے یہ کہ خود آپ کو بھی اپنے بہت سے کاموں کو نمٹانے میں آسانی رہتی ہے کہ آپ کو اپنے بچے کے تمام اوقات کار کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ آپ ان کے آرام کے اوقات میں تمام کاموں سے فارغ ہو کر انہیں بھرپور توجہ دے سکتے ہیں۔ اس طرح اگر آپ بچوں کو کم وقت دیتے ہیں تو وہ کم نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ پورا دن انہی کا ہوتا ہے۔ آپ باقی فکروں سے تو آزاد ہو چکے ہوتے ہیں۔

آپ کے بچوں کو کتنی ترتیب کی ضرورت ہے۔ اس بات کا انحصار بچے کی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں پر ہے۔ بعض بچے ایک وقت میں کسی ایک نئے تجربے سے گزرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ایسے بچوں کی روٹین برقرار رکھنا آسان ہوتا ہے۔ جبکہ بعض بچے ہر وقت کسی نہ کسی نئی سرگرمی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ایسے بچوں میں نئے تجربات کے ساتھ پرانی ترتیب میں توازن رکھنا مشکل امر ہے۔ لیکن اگر آپ ایک ترتیب کو مستقل بنیادوں پر قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو آپ کے بچے کے لئے ہی نہیں بلکہ آپ کے لئے بھی انتہائی مفید اور اہم ثابت ہوگا۔ لہٰذا ایک ترتیب وار زندگی قائم کر کے خود کو ہی نہیں، اپنے پورے گھرانے کو پُرسکون اور پُراعتماد بنائیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بچوں جو ہمارے پاس قوم اور جماعت کی امانت ہیں کی صحیح معنوں میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ صفحہ 6 پر

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بیان فرماتے ہیں۔

بیعت کے معنی اپنے آپ کو بیچ دینے کے ہیں اور جب انسان کسی کو دوسرے کے ہاتھ پر بیچ دیتا ہے تو اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا۔

(خطبات نور ص171)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یاد رکھیں.........اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 15 جولائی 2005ء صفحہ 6)

پس ہمیں چاہئے کہ آج ہم بھی عہد کریں کہ ہم بھی اطاعت کی اعلیٰ مثالیں قائم کریں گے ہماری زندگی اور ہماری موت اس نظام سے وابستگی اور امام کی اطاعت میں ہو ہم ہر ہدایت پر والہانہ لبیک کہیں گے اور کسی معروف حکم کی نافرمانی نہیں کریں گے کہ آج کے دور میں یہی ہماری کامیابی اور فلاح کا راستہ ہے تا کہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی ہماری طرح پہلوں سے بے شمار اطاعت کی مثالیں پائیں۔

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے ایک نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔

(الفضل ربوہ 5 جولائی 2005ء صفحہ 5)

ا۔حفیظ

نظام جماعت کی اطاعت واحترام ہر احمدی کا فرض

اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بزرگ مقدس اور محترم ہستیاں انبیاء کرام ہیں۔ کیونکہ ان ہی نفوس قدسیہ کے ذریعے سے انسان کو صراط مستقیم کی سعادت حاصل ہوئی اور مذہبی اور معاشرتی اقدار سیکھنے کے بعد ہی انسان اشرف المخلوقات کا حق دار بنا ان مقدس ہستیوں میں سب سے افضل سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جن کے تمام انسانیت پر بے شمار احسانات ہیں ان احسانات میں بہت بڑا احسان مسلمانوں کو منظّم کرنا معاشرتی زندگی کے لیے مکمل نظام دینا اور اولوالامر کی اطاعت واحترام کے جذبات پیدا کرنا بھی تھا یہ معاشرتی امن وامان قائم کرنے اور انسانی فلاح میں بہت بنیادی چیز ہے۔

خداتعالیٰ سورۃ النساء آیت 60 میں فرماتا ہے

''اے ایماندارو اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو۔''

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر حالت میں اطاعت کریں گے۔ تنگی میں ہوں یا آسائش میں ہمیں وہ حکم خواہ اچھا معلوم ہو یا برا ہم پر ترجیح دی جارہی ہو یعنی ہمارے حقوق دبائے جارہے ہوں تب بھی اطاعت کریں گے اور جن کے سپرد ہم نے اپنا امر کیا ان سے ہم تنازعہ نہ کریں گے۔

(مسلم کتاب الامارۃ حدیث نمبر 4768)

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تنگ دستی اور خوشحالی خوشی اور ناخوشی حق تلفی اور ترجیحی سلوک ہر حالت میں تیرے لیے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔

(مسلم کتاب الامارۃ وجوب طاعۃ حدیث نمبر 4754)

چنانچہ جب خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بیعت لینے کا حکم دیا تو بیعت کی ایک شرط یہ بھی تھی نہ ہی معروف (امور) میں تیری نافرمانی کریں گی۔ (سورۃ الممتحنہ آیت نمبر 13)

صحابہ کرامؓ نے اس عہد بیعت کو بہت احسن رنگ میں پورا کیا اور اطاعت کی اعلی مثالیں قائم کیں جن کی نظیر کسی دنیاوی بادشاہت اور نظام میں نظر نہیں آتی ایک بار مسجد میں کھڑے بعض صحابہ کو رسول پاک ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ گلی میں آتے عبداللہ بن رواحہؓ وہیں بیٹھ گئے کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کا کان میں پڑ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ تعمیل میں ایک لمحہ کی بھی دیر ہو جائے۔ حرمت شراب سے قبل ایک جگہ شراب کا دور زوروں پر تھا کہ منادی کی آواز آئی کہ خدا کے رسول ﷺ نے شراب کے حرام ہونے کا اعلان کیا ہے لیکن ان میں جذبہ اطاعت اس قدر تھا کہ شراب کے نشہ کے باوجود ایک صحابی اٹھے اور لاٹھی سے شراب کا مٹکا توڑ ڈالا کہ بس اب حکم آگیا اب تاخیر نہ ہو۔

مسلمانوں نے نظام جماعت کی اطاعت کے ذریعے بہت کامیابی حاصل کی اور اسلامی سلطنت بہت دور تک پھیل گئی لیکن جب آہستہ آہستہ مسلمانوں کے اندر اطاعت کے جذبے میں کمی آنا شروع ہوئی تو زوال آنا شروع ہوگیا داخلی انتشار کی وجہ سے وہی عظیم الشان سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی یہ سب اولوالامر کی اطاعت اور نظام کا احترام نہ کرنے کی وجہ سے ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے یوں تو صحابہؓ بھی نماز پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نماز پڑھتے ہیں صحابہؓ بھی حج کرتے تھے آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں...... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔

(تفسیر کبیر ششم ص 369)

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(مسلم کتاب الامارۃ وجوب طاعۃ الامراء)

چنانچہ اطاعت امام اور نظام جماعت سے تعلق کی اہمیت کے پیش نظر شرائط بیعت میں ایک شرط یہ بھی رکھی۔

''یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔''

اس شرط بیعت میں حضرت مسیح موعود اس بات کا عہد لے رہے ہیں گو اس نظام میں شامل ہو کر بھائی چارے کا ایک رشتہ مجھ سے قائم کر رہے ہو کیونکہ ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے لیکن یہاں جو محبت اور بھائی چارے کا رشتہ قائم ہو رہا ہے یہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہاں برابری کا رشتہ یا تعلق قائم نہیں ہو رہا بلکہ تم اقرار کر رہے ہو کہ آنے والے مسیح کو ماننے کا خدا اور رسول کا حکم ہے اس لئے یہ تعلق اللہ تعالیٰ کی خاطر قائم کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور (دین حق) کو اکناف عالم تک پہنچانے کے لیے پھیلانے کیلئے رشتہ جوڑ رہا ہوں۔ اس لئے یہ تعلق اس اقرار کے ساتھ کامیاب اور پائیدار ہوسکتا ہے جب معروف باتوں میں اطاعت کا عہد بھی کرو اور پھر اس عہد کو مرتے دم تک نبھاؤ اور پھر یہ خیال بھی مت رکھو کہ یہ تعلق یہیں ٹھہر نہ جائے بلکہ اس میں ہر روز پہلے سے بڑھ کر مضبوطی آنی چاہئے اور اس میں اس قدر مضبوطی ہو اور اس کے معیار اتنے اعلیٰ ہوں کہ اس کے مقابل پر تمام دنیوی رشتے تعلق اور دوستیاں ہیچ ثابت ہوں ایسا بے مثال اور مضبوط تعلق ہو کہ اس کے مقابل تمام رشتے بے مقصد نظر آئیں۔

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں ص 153-154)

خدا تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنے، اس کی عبادت کرنے، اس کو کسی کا شریک نہ ٹھہرانے اور نبی کے مقابل پر اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھانے کو گویا آپ کی پوری ذات اس کے تابع ہو جائے تو خدا تعالیٰ قرآن پاک میں ان نیک اعمال کی وجہ سے خلافت کے انعام کا وعدہ بھی فرماتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

ترجمہ: ''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔''

(النور آیت 56)

خلیفہ خدا کا زمین پر نمائندہ ہوتا ہے اور اس کی اطاعت کرنا اور اس سے تعلق قائم کرنا گویا کہ وہ حبل اللہ ہیں کہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا یہی راستہ ہے کہ اس کے احکامات کے تابع ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنیں۔ ایک امام کے تابع ہو جانے سے جماعت کے اندر تنظیم اتحاد اور اتفاق پیدا ہو جاتا ہے اور اگر وہ نظام جماعت کے تابع نہ ہو تو جہالت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے سردار اور امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے پسند نہ ہو تو صبر سے کام لے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی دور ہوتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

(بخاری)

اتحاد اتفاق اور اطاعت خلافت کے ساتھ جن انعامات کا وعدہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ان میں سے جماعت احمدیہ نے بھی ہمیشہ ثمرات پائے ہیں اور پوری دنیا میں ایک منظّم جماعت ہونے کی وجہ سے عزت حاصل کی چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جماعت کے منظّم ہونے کی اہمیت کو بیان کرتے ہیں۔

''افغانستان میں جب ہماری جماعت کے بعض آدمی شہید ہوئے تو ہم نے صدائے احتجاج بلند کی اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی مؤثر ہوئی کہ چھ مہینے تک لنڈن کے گلی کوچوں میں اس کا چرچا رہا اور افغانی سفیر کیلئے شرم کے مارے باہر نکلنا مشکل ہوگیا جب وہ نکلتا لوگ اسے طعنے دیتے اور کہتے کہ کیا تمہارے ملک میں یہ آزادی ہے۔ حالانکہ افغانستان میں روزانہ کئی پٹھان مارے جاتے ہیں اور کوئی ان کا ذکر تک نہیں کرتا تو جماعتی نظام کی وجہ سے چونکہ افراد جماعت کو بہت کچھ فوائد حاصل ہوتے ہیں اس لیے جب قوم کے بعض افراد کو کوئی ایسا انعام ملتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے کہ وہ انعام اس قوم کو ملا کیونکہ قوم ان کے انعامات اور فوائد سے حصہ پاتی ہے جو خلافت یا بادشاہت سے تعلق رکھتے ہیں۔

(خلافت راشدہ انوار العلوم جلد 15 ص 554)

پس اگر ہم لوگ نظام جماعت اور خلافت کا استحکام چاہتے ہیں تو ہمیں اطاعت اور احترام کے جذبات ظاہر کرنے ہوں گے ایسی اطاعت دکھانی ہوگی جو آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے دکھائی جو حضرت مسیح موعود کے رفقاء نے دکھائی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ہر تحریک پر لبیک کہنے والے ہوں اور قرآن مجید میں جو مومنوں کا شعار سمعنا و اطعنا کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ہمیشہ نیکی کی باتوں کو توجہ سے سنیں اور پھر ان پر دل وجان سے عمل بھی کریں کیونکہ اطاعت کا عمل سننے سے شروع ہوتا ہے جو شخص سنے گا نہیں تو عمل کیسے کرے گا۔ اکثر احادیث میں بھی نظام سے وابستگی اور نظام کے سربراہ اعلیٰ کی مکمل اطاعت کا ذکر ملتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے اسمعوا و اطیعوا (بخاری) یعنی سنو اور اطاعت کرو ایک سچے مومن کی شان یہ ہے کہ نصیحت سنے اور اس کی اطاعت کرے۔ پھر ایک ذمہ داری عاجزی اور خاکساری سے ہر حکم پر اطاعت سے سر جھکا دینا ہے اور اپنی انا اور اپنے وجود کو فراموش کرتے ہوئے خلیفہ وقت کے ہر ارشاد کی اطاعت کرنی ہے۔

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تیسری ماہانہ فزکس Gathering

مورخہ 8 مئی 2011ء کو ناصر ہائیر سیکنڈری سکول میں تیسری ماہانہ فزکس Gathering کا اہتمام نظارت تعلیم کے تحت کیا گیا۔ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر مکرم حافظ ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب (مرحوم) کے اعزازات اور ریسرچ کا مختصر تعارف پیش کیا گیا۔ بعدازاں معروف احمد صاحب استاد ناصر ہائیر سیکنڈری سکول نے Relativity کے عنوان سے Presentation پیش کی جس کیلئے ملٹی میڈیا استعمال کیا گیا انہوں نے بتایا کہ Newtonian Mechanices کا دائرہ کار محدود ہے۔ جب چیزوں کی رفتار روشنی کی رفتار سے مناسبت رکھتی ہے تو سپیشل ریلیٹیوٹی کی ضرورت پڑتی ہے اور اگر وہ تیز رفتار چیز اپنی رفتار یا سمت تبدیل کرنے لگے تو پھر General Relativity کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے بعد سوال وجواب کا ایک سیشن ہوا۔ جس کے بعد حاضرین نے تجاویز پیش کیں۔ حاضرین کی تعداد 42 تھی اور یہ پروگرام ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا اس پروگرام کو ترتیب دینے میں عزیزہ ھبۃ الشافی ایم ایس سی فزکس نے معاونت کی۔ (نظارت تعلیم)

درخواست دعا

مکرم حبیب احمد شاہد صاحب ولد مکرم قریشی مبارک احمد صاحب بھاگلپوری دارالرحمت شرقی راجیکی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھائی مکرم مبشر احمد زاہد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جاپان کے دل کے تین والو بند ہیں اور چوتھے میں بھی نقص ہے نیز دل بڑھا ہوا ہے۔ 15 جون 2011ء کو بائی پاس متوقع ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپریشن کامیاب کرتے ہوئے جملہ پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ اور صحت و تندرستی والی فعال زندگی عطا فرمائے۔ آمین

مکرم عبدالحمید طاہر صاحب معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ جنت بی بی صاحبہ خون کی کمی، گردوں میں انفیکشن اور شدید کمزوری کی وجہ سے علیل ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل وعاجل شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

اعزاز

(ناصر ٹینس کلب ربوہ)

مورخہ 3 مئی 2011ء کو پنجاب ٹینس ایسوسی ایشن کی طرف سے لان ٹینس ٹیلنٹ ہنٹ 2011ء کیلئے ناصر ٹینس کلب ربوہ کو دعوت نامہ ملا جس پر 11 رکنی ٹیم انڈر 12-14 اور 18 تیار کی گئی یہ مقابلے 10 تا 14 مئی 2011ء باغ جناح ٹینس کلب میں ہوئے۔ مورخہ 10 مئی 2011ء کو ناصر ٹینس کلب کی ٹیم مکرم سید نادر سیدین صاحب انچارج ناصر سپورٹس کمپلیکس کی زیرنگرانی لاہور روانہ ہوئی۔ مقابلے شام 4 بجے شروع ہوئے۔ اس چار روزہ مقابلوں میں پنجاب کے کل 23 کلب شامل ہوئے اور کھلاڑیوں کی تعداد 83 تھی۔ ان مقابلوں میں ناصر ٹینس کلب پہلی دفعہ شامل ہوا تھا۔ ٹیم کوارٹر فائنل تک پہنچی اور رینکنگ میں 11 ویں نمبر پر رہی۔ ٹیم کے کھلاڑیوں کے نام درج ذیل ہیں۔

انڈر 12: سید فرہاد نادر، ولید رضا

انڈر 14: امید رضا، سید نوید الظفر اور دانیال وجیہ۔

انڈر 18: سید شمائل احمد، رستگار احمد، طلحہ احمد، اسد نعمان، سلمان ایاز، فراست احمد

(معتمد خدام الاحمدیہ پاکستان)

اعزاز

(مسرور اکیڈمی آف مارشل آرٹ ربوہ)

مورخہ 16 مئی کو فیصل آباد ڈویژن ٹائی کانڈو کورین کراٹے کے مقابلے فیصل آباد میں منعقد ہوئے۔ انڈر 14 ربوہ کے تین کھلاڑی سید نوید الظفر، دانیال وجیہ اور امید رضا ڈسٹرکٹ چنیوٹ کی ٹیم کی طرف سے ان مقابلوں میں شامل ہوئے۔ مقابلوں کے اختتام پر فیصل آباد اول، چنیوٹ دوم اور ٹوبہ ٹیک سنگھ سوم آئی۔ دو بچے فیصل آباد ڈویژن کی انڈر 14 کی ٹیم میں سلیکٹ ہو گئے ہیں۔ سید نوید الظفر اور دانیال وجیہ اپنے ویٹ اور بیسٹ کیٹگری میں اول رہے۔

(معتمد خدام الاحمدیہ پاکستان)

حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب گوڑیانی ملازم ممباسہ رفیق حضرت مسیح موعود یکے از 313

وفات: 9 جون 1921ء

حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں گوڑیانی تحصیل جھجھر ضلع رہتک کے رہنے والے تھے۔ بابو غلام محمد بیان فرماتے ہیں کہ 1904ء میں جو جلسہ مزار داتا گنج بخش کے عقب میں ہوا تھا اور اس کی جلسہ گاہ بنانے کے لئے ایک سٹیج لگایا گیا تھا، جس کے دونوں طرف قریباً پچاس پچاس سائبان لگائے گئے تھے۔ حضور اقدس کی گاڑی کے پیچھے میرا بھائی پہلوان کریم بخش اور ڈاکٹر محمد اسماعیل خان گوڑیانی بھی کھڑے تھے اور پولیس اور رسالے کا بھی کافی انتظام تھا۔

آپ نے کتاب آئینہ کمالات اسلام سے متاثر ہو کر حضور کی بیعت کی۔ ان دنوں آپ کڑیانوالہ ضلع گجرات میں بطور سب اسسٹنٹ سرجن ڈیوٹی کر رہے تھے۔

افریقہ میں سلسلہ کی اشاعت کے لئے آپ نے بے حد کوشش کی۔ آپ فوجی خدمات پر ممباسہ کے گردونواح دیگر بندرگاہوں پر جاتے رہے آپ کو دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں خاص مہارت تھی۔ مؤلف مجدد اعظم نے لکھا ہے۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب جھجھر ضلع رہتک کے ایک پٹھان تھے جو حضرت اقدس مرزا صاحب کے مخلص مریدوں میں سے تھے۔ ایک استفسار پر حضرت اقدس نے فرمایا:

حضرت مرزا صاحب نے 27 جنوری 1899ء کو ایک اشتہار کے ساتھ ان فتاویٰ کو شائع کیا اور لکھا کہ کس طرح وہ پیشگوئی جزاء سیئة ...... الخ جو 21 نومبر 1898ء کو شائع کی گئی تھی واقعات کے رنگ میں پوری ہوگئی۔ کیا استفسار میں درج کردہ عقیدہ وہی نہیں جو مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریزی رسالہ میں اپنا عقیدہ ظاہر کر کے انگریزوں سے زمین حاصل کرنی چاہی ہے۔ (مجدد اعظم جلد دوم ص 597)

1898ء میں ہندوستان واپس آئے۔ ہندوستان آنے کے بعد آپ کی ڈیوٹی پلیگ کی وباء پر ضلع جالندھر و ہوشیار پور میں لگادی گئی۔ اسی سلسلہ میں آپ ضلع گورداسپور میں بھی متعین رہے۔ حضور جب مقدمہ کے سلسلے میں گورداسپور جاتے تو آپ کے پاس بھی قیام فرماتے۔ آپ ایک پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک رسالہ گورنمنٹ کو خوش کرنے اور زمینیں حاصل کرنے کے لئے لکھا جس میں لکھا کہ مسلمانوں کے آمد مہدی کے عقیدہ کی کوئی سند نہیں ہے اور اس سے انکار کیا۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل یہ استفتاء دہلی اور امرتسر کے علماء کے پاس لے گئے جنہوں نے لکھ دیا کہ مہدی کے آنے کا منکر کافر ہے۔ جب یہ فتویٰ شائع ہوا تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی علماء کے پاس جا کر روئے پیٹے۔ تو اہلحدیث علماء نے لکھا دیا کہ ہم نے جو فتویٰ دیا تھا وہ مرزا صاحب کے خلاف تھا مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق نہ تھا۔ لوگ ان علماء کی حرکت پر متعجب تھے لیکن حنفی علماء اس فتوے پر قائم رہے۔

حضرت اقدس نے کتاب البریہ میں اپنی پُرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

آپ کی اولاد میں سے ایک بچی کا ذکر آتا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کہاں بیاہی تھی اور اس کی اولاد کہاں ہے۔ آپ نے 9 جون 1921ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات والے دن صبح ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (مصلح موعود) نے آپ کی وفات کے متعلق رویا دیکھی تھی۔

(اصحاب صدق وصفا ص 116)

درخواست دعا

مکرم سعید احمد بٹ صاحب صدر جماعت احمدیہ مانانوالہ 203 ر۔ب ضلع فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کا نواسہ تحسین احمد بٹ ابن مکرم محمد صدیق بٹ صاحب عمر 8 سال ٹائیفائیڈ بخار کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم کامل شفاء عطا فرمائے نیز باعمر اور صالح ہو۔ آمین

حب امید
معین حمل گولیاں
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل بینکویٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ایئرکنڈیشننگ
(بکنگ جاری ہے)
047-6212758, 0300-7709458
0300-7704354, 0301-7979258

خبریں

امریکہ پاکستانی ایٹمی صلاحیت سبوتاژ کرنا چاہتا ہے ایرانی صدر احمدی نژاد نے کہا ہے کہ امریکہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو سبوتاژ کرنا چاہتا ہے، وہ پاکستان کی جوہری صلاحیت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے، ایران کے پاس پاکستان کی جوہری صلاحیت کو نقصان پہنچانے کی اطلاعات اور ثبوت موجود ہیں۔

دشمن ایٹمی اثاثوں پر ناپاک نظر بھی نہیں ڈال سکتے وزیر اعظم گیلانی نے کہا ہے کہ ہماری خود مختاری اور ملکی سرحدوں کو خطرہ درپیش ہوا تو منہ توڑ جواب دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں، ملک سے دہشت گردوں کا خاتمہ کر کے دم لیں گے، ہمارے ایٹمی اثاثے محفوظ ہیں اور کسی کو اس بارے میں کوئی غلط فہمی یا تشویش نہیں ہونی چاہئے، ہمارے دشمن ایٹمی اثاثوں تک رسائی تو دور کی بات ہے وہ ان پر اپنی ناپاک نظر بھی نہیں ڈال سکتے۔

کمیشن نہ بنا تو استعفوں سمیت کچھ بھی کرسکتے ہیں مسلم لیگ ن کے قائد نواز شریف نے کہا ہے کہ اگر ایبٹ آباد واقعہ پر آزاد کمیشن نہ بنا تو 30 جون تک اسمبلیوں سے استعفوں سمیت کچھ بھی کرسکتے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) اقتدار میں آئی تو پاک فوج اور آئی ایس آئی کا بجٹ بھی پارلیمنٹ سے منظور کروائیں گے، ہم نے ہمیشہ قومی مفاد میں فیصلے کئے ہیں۔

پنجاب بھر میں پٹرول کی قلت جاری 135 روپے لٹر تک فروخت لاہور سمیت پنجاب بھر میں پٹرول کی قلت جاری ہے۔ پٹرول پمپوں پر لمبی قطاریں لگی رہتی ہیں جبکہ گلی محلوں میں پٹرول 135 روپے فی لٹر تک فروخت ہو رہا ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ ابھی وہ بجٹ کے اثرات سے نہیں نکلے تھے کہ ان پر پٹرول کی قلت کی نئی افتاد آن پڑی ہے۔

پاکستان اور بھارت کا ویزا قوانین میں نرمی کا فیصلہ پاکستان میں متعین بھارتی ہائی کمشنر شرت سبھروال نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت نے ویزا قوانین میں نرمی کا فیصلہ کیا ہے۔ اسلام آباد میں 2 اور 3 جون کو کامیاب مذاکرات ہوئے ہیں جس کا اگلا راؤنڈ اگست کے اوائل میں نئی دہلی میں ہوگا جس میں بریک تھرو کا امکان ہے جس سے باہمی تعلقات کے نئے دور کا آغاز ہوسکتا ہے۔

وزات پٹرولیم میں 57 ارب روپے سے زائد بے ضابطگیوں کا انکشاف ملک کی غریب عوام پر ہر ماہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کی صورت میں اربوں روپے کا اضافی بوجھ ڈالنے والی وزارت پٹرولیم میں ایک سال کے عرصے میں 57 ارب روپے سے زائد کی مالی بے ضابطگیوں کا انکشاف ہوا ہے۔

چودھری برادران سمیت 25 شخصیات کی سیکیورٹی واپس پنجاب حکومت کی ہدایت پر لاہور پولیس نے چودھری شجاعت، سینئر وفاقی وزیر چودھری پرویز الٰہی، پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف راجہ ریاض احمد سمیت 25 مختلف سیاستدانوں، ریٹائرڈ ججز، جرنیلوں اور پولیس افسران سے سیکیورٹی کے لئے دی گئی گاڑیاں، ایلیٹ فورس اور پنجاب پولیس کے اہلکار واپس لے لئے۔ مزید سیاسی شخصیات کی سیکیورٹی میں بھی کمی یا اسے واپس لئے جانے کا امکان ہے۔

پیر محل، کار اور کوچ کی ٹکر، ایک ہی خاندان کے 13 افراد جاں بحق کار اور کوچ کی ٹکر کے باعث ایک ہی خاندان کے 13 افراد جاں بحق ہوگئے۔ خانیوال کے گاؤں 80/15 ایل کا رہائشی محمد اشرف اپنے حقیقی اور رشتہ داروں کے ہمراہ کار میں سوار ہو کر جڑانوالہ کے قریب گاؤں 71 گ ب میں رسم قل خوانی ادا کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے کہ پیر محل کے قریب ذاکر آباد کے قریب رجانہ روڈ پر ملتان سے فیصل آباد جانے والی کوچ سے کار ٹکرا گئی۔

پنجاب میں زلزلے کے جھٹکے، شدت 4.5 ریکارڈ کی گئی سرگودھا، فیصل آباد، ڈیرہ اسماعیل خاں اور ملحقہ علاقوں میں منگل کی سہ پہر تقریباً 2 بجکر 15 منٹ پر زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے ہیں۔ شدت 4.5 ریکارڈ کی گئی۔ اس کا مرکز خوشاب سے 22 کلومیٹر دور سرگودھا کا قریبی علاقہ بتایا گیا ہے۔

جلسہ یوم مسیح موعود میڈرڈ (سپین)

مکرم طارق محمود صاحب مربی سلسلہ

جماعت احمدیہ میڈرڈ کو بتاریخ 26/ مارچ 2011ء جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جماعت کی اعلیٰ روایات کے مطابق جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے شام چھ بجے ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم مبارک احمد خان صاحب امیر جماعت سپین نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم سے پروگرام کا آغاز ہوا اور اس کے بعد نظم ہوئی اور پھر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

جلسہ میں کل پانچ تقاریر ہوئیں جن میں سے چار سپینش میں اور ایک اردو زبان میں تھی۔ سب سے پہلے مکرم حیان احمد نعیم صاحب نے ''جماعت احمدیہ کے قیام کے مقاصد'' کے عنوان سے تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم عاطف بشارت صاحب نے ''حضرت مسیح موعود کی عظیم پیشگوئیاں'' کے عنوان سے تقریر کرتے ہوئے آپ کی پانچ پیشگوئیاں پیش کر کے ان کے معجزانہ طور پر پورا ہونے کی تفاصیل کا تذکرہ کیا۔ تیسری تقریر مکرم جری اللہ مبشر صاحب کی تھی جس میں آپ نے امام مہدی اور مسیح موعود کی علامات بیان فرمائیں۔ عزیزم طاہر احمد فضل صاحب نے ''حضرت مسیح موعود کی قبولیت دعا'' کے عنوان پر تقریر کی۔

بعدہٗ خاکسار نے اردو زبان میں تقریر کی سعادت پائی۔ خاکسار کی تقریر کا عنوان ''حضرت مسیح موعود کے دشمنوں کا انجام'' تھا۔

جلسہ کے دوران کوئز پروگرام کا انعقاد بھی کیا گیا جو دو راؤنڈز پر مشتمل تھا۔ اطفال، ناصرات، خدام اور انصار سے ان کی عمر کے مطابق سوالات پوچھے گئے۔ جلسہ کے اختتام پر محترم امیر صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے اور تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا گیا۔ جلسہ میں حاضری 72 رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں امامِ وقت کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ میں طلوع و غروب 9 جون	
طلوع فجر	3:32
طلوع آفتاب	5:00
زوال آفتاب	12:08
غروب آفتاب	7:15

حب جدوار
ہر قسم کے سردرد کیلئے ہر قسم کے مضر اثرات سے پاک
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

ہر علاج ناکام ہو تو .....
ہولزبک ہومیوپیتھی سے شفا ممکن ہے۔ علاج/تعلیم کیلئے
بانی ہومیوڈاکٹر پروفیسر محمد اسلم سجاد
0334-6372030
047-6214226

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

مردانہ، زنانہ اور بچگانہ پیچیدہ اور پرانی امراض کی علاج گاہ
F.B CENTRE FOR CHRONIC DISEASES
Tariq Market Rabwah
نوٹ: یہاں صرف نسخہ تجویز کیا جاتا ہے
PH:0300-7705078

سمیع سٹیل ٹریڈرز
مینوفیکچرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
اعلیٰ قسم کے لوہے کی چوکھاٹ کا مرکز
ڈیلرز G.P_C.R.C_H.R.C شیٹ اینڈ کوائل
طالب دعا: میاں عبدالسمیع، میاں عمر سمیع، میاں سلمان سمیع
A-81 سٹیل شیٹ مارکیٹ لنڈا بازار لاہور
Mob:0300-8469946-0302-8469946
TeL:042-7668500-7635082

روغن زعفرانی
مہرے، مُرچے، موڑھے، گٹے، گوڈے کی درد سے فوری نجات
حکیم منور احمد عزیز
چک چٹھہ حافظ آباد والے
دار الفتوح شرقی ربوہ
فون 0476214029 موبائل: 03346201283

FD-10

PE
پاکستان الیکٹرو انجینئرنگ
نکل ٹینک، گولڈ پلانٹ، کروم ٹینک، بیرل ریکٹیفائر ٹرانسفارمر، اوون ڈرائر مشین، فلٹر پمپ، ٹائٹینیم ہیٹر، پاؤڈر کوٹنگ مشین، ڈی ایونائزر پلانٹ
پی۔وی۔سی لائننگ، فائبر لائننگ
پروپرائٹرز: منور احمد۔ بشیر احمد
37۔ دل محمد روڈ، لاہور۔ فون: 042-37247744، 0313-4280871، 0300-4280871